امانت و خیانت

تصنیف و تالیف

سید محمد علی شاہ حسینی

ناشر

سلسلہ
تربیت اسلامی





حدیث

(۱) اے ایماندارو نہ تو خدا اور رسول کی (امانت میں) خیانت کرو، نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو حالانکہ تم سمجھتے بوجھتے ہو۔ (سورہ انفال آیت نمبر ۲۷)

(۲) خدا کسی بددیانت ناشکرے کو ہرگز دوست نہیں رکھتا۔ (سورہ حج آیت نمبر ۳۸)

(۳) سورہ تحریم میں پروردگار عالم حضرت لوطؑ اور حضرت نوحؑ کی بیویوں کا ذکر کرتا ہے۔ کہ چونکہ وہ اپنے گھر کے اندر کا بھید کھول دیتی تھیں (یعنی امانت میں خیانت کرتی تھیں) اس لئے آخرت میں وہ ہلاک ہو گئیں۔

(سورہ تحریم آیت نمبر ۱۰)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین عادتیں ایسی ہیں جو اگر کسی میں پائی جائیں تو اس کے نفاق کا ثبوت ہوتی ہیں۔ چاہے وہ شخص نماز پڑھتا ہو روزہ رکھتا اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہو۔

(۱) جھوٹ بولنا (۲) وعدہ خلافی (۳) امانت میں خیانت کرنا

(اصول کافی حوالہ گناہ کبیرہ صفحہ نمبر ۳۵۷)

سلسلۂ تربیتِ اسلامی کی کتابیں

ہماری مطبوعات

شمار نمبر	کتب	ترتیب وتالیف	مطبع
1	آدابِ میت	مولانا محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی
2	غیبت	مولانا اصغر علی جوادی	امیہ اکیڈمی
3	عفوودرگزر	مولانا محمد عباس شاکری	امیہ اکیڈمی
4	عزاداری (سید الشہداء امام حسین علیہ السلام)	مولانا محمد جواد نوری	امیہ اکیڈمی
5	آدابِ نکاح وطلاق	مولانا سید مصطفیٰ حسینی	امیہ اکیڈمی
6	حقوقِ زوجیت	مولانا سید محمد عباس جعفری	امیہ اکیڈمی
7	حقوقِ والدین اور اولاد	مولانا جعفر علی سبحانی	امیہ اکیڈمی
8	غناء اور موسیقی	مولانا عباس مہدی مجاہدی	امیہ اکیڈمی
9	خمس	مولانا محمد علی ممتاز / مولانا شاہ حسین مفکری	امیہ اکیڈمی
10	اجتہاد وتقلید	مولانا محمد علی ممتاز / مولانا غلام عباس عارفی	امیہ اکیڈمی
11	دُعا	مولانا غلام اصغر شمسی	امیہ اکیڈمی
12	جھوٹ	مولانا مختار حسین ثقفی	امیہ اکیڈمی
13	صلۂ رحمی	مولانا سید محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی
14	تہمت	مولانا جعفر علی سبحانی	امیہ اکیڈمی
15	لذتِ موت	مولانا محمد عباس جعفری	امیہ اکیڈمی
16	منافقت	محمد شریف مشہدی	امیہ اکیڈمی
17	امر بالمعروف	مولانا احمد علی امینی	امیہ اکیڈمی
18	تکبر	مولانا محمد جواد نوری	امیہ اکیڈمی
19	صبر	مولانا سید محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی
20	مومن کون؟	مولانا احمد علی امینی	امیہ اکیڈمی
21	بدکاری	مولانا علی محمد رحمانی	امیہ اکیڈمی
22	خمس (انگریزی)	مولانا محمد علی ممتاز / مولانا شاہ حسین مفکری	امیہ اکیڈمی
23	عزاداری (انگریزی)	مولانا محمد جواد نوری	امیہ اکیڈمی
24	صلۂ رحمی (انگریزی)	مولانا سید محمد علی شاہ حسینی	امیہ اکیڈمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امانت و خیانت

تصنیف و تالیف

سید محمد علی شاہ حسینی

سلسلہ تربیت اسلامی نمبر 25

کشف الدجیٰ بجمالہ — بلغ العلیٰ بکمالہ

WITH COMPLEMENTS
From
MOHAMMAD AMIN MERCHANT

سلسلہ تربیت اسلامی کراچی

ناشر

محمد امین مرچنٹ

وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی دام ظلہ العالی

حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ وآلہ

عنوان کتاب	امانت وخیانت
ترتیب وتالیف	سید محمد علی شاہ حسینی

مدیر اعزازی
محمد علی ایف مرچنٹ

سلسلہ تربیت اسلامی نمبر 25

کمپوزنگ، ڈیزائننگ	ملک علیم علی
صفحات	56
تعداد	1000
مطبع دوم	انیسہ اکیڈمی
طبع	2009ء

ناشر
محمد امین مرچنٹ
وکیل آیت اللہ العظمیٰ السید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی

G-300 زہرا گارڈن شاہنواز بھٹو روڈ سولجر بازار کراچی (پاکستان)
فون نمبرز: 2235433 - 2252451

فہرست

عرض ناشر

"تربیت اسلامی کے سلسلے کی اردو میں ہماری اکیسویں کتاب "بدکاری" بدکاری کے موضوع پرتھی، بائیسویں کتاب ہم نے مولانا صادق حسن صاحب جو ایک نہایت مستند اور جید عالم دین ہیں انکی تقریروں پر (جو انہوں نے Melbourne-Australia میں کیں) ایک کتاب خمس کے عنوان سے انگریزی میں شائع کی، اس کے بعد بہت سے حضرات کے اصرار پر صلہ رحمی، جو تربیت اسلامی کی تیرہویں کتاب ہے اسکا انگریزی میں ترجمہ کیا، اور اب عزاداری جو تربیت اسلامی کی چوتھی کتاب ہے اسکا بھی انگریزی میں ترجمہ ہوکر تکمیل کے مراحل سے گزر رہی ہے اس لحاظ سے امانت وخیانت، تربیت اسلامی کی پچیسویں کتاب ہے۔

چونکہ ہم گوناگوں امور کے ساتھ ساتھ انگریزی کی کتابوں کے سلسلے میں مصروف رہے لہذا اردو کی کتاب امانت وخیانت میں کافی تاخیر ہوگئی۔

تاخیر کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مجھے گذشتہ ماہ کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

اس کے ساتھ ساتھ آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی السیستانی مدظلہ عالی سے بھی اکیلے میں تقریباً ایک گھنٹہ ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس میں مختلف مسائل زیر بحث آئے خاص طور پر ایک مسئلہ جو نہایت اہم ہے اس کے بارے میں بات چیت ہوئی۔

"کراچی میں مختلف لوگ کسی ایک یا ایک سے زیادہ کام کے سلسلے میں اجازت نامے

لے کر خود کو آیت اللہ سیستانی کا وکیل کہتے اور لکھتے ہیں آیت اللہ سیستانی سے میں نے ایسے لوگوں کے بارے میں نام کے ساتھ استفسار کیا، آیت اللہ سیستانی نے نہ صرف ان کا انکار کیا بلکہ ان کے نام تک سے واقف نہیں ہیں (کیا ایسے جھوٹ کہنے والے اور امانت میں خیانت کرنے والے خمس لینے کے مجاز ہیں؟ کیا آپ انکو مولانا بھی کہہ سکتے ہیں؟ کیا وہ لوگوں سے خمس لے کر مستحقین تک دیانتداری سے پہنچا سکتے ہیں؟)

کس نے وعدوں کا بھرم توڑ دیا ہے آذر کس نے اے دوست امانت میں خیانت کی ہے
علی آذر

آیت اللہ کی اجازت سے مجھے زیر زمین غازی عباس صلوٰۃ علیہ کے مرقد مبارک (سرداب) تک جانے کا موقع ملا، کیا دنیا میں اس سے بڑا اعزاز مجھے مل سکتا ہے؟

حیدر کی شان شہہ کے علمدار ہو غازیؑ اے کاش کوئی تم سا وفادار ہو غازی
علی آذر

میں سمجھتا ہوں کہ یہ عزت مجھے آپ لوگوں کی دعاؤں کے طفیل ملی ہے۔ آج امانت وخیانت کے متعلق ذہن میں بے شمار خیالات ہونے کے باوجود میں کچھ نہیں لکھ رہا صرف علی آذر کے ایک شعر پر اکتفا کر رہا ہوں میرے خیال میں یہ شعر امانت وخیانت کا نچوڑ ہے۔

ہر ایک بات میں شامل ہے اک امانت بھی ہر اک برائی میں مخفی ہے اک خیانت بھی
علی آذر

آخر میں ایک بات اور عرض کرنا چاہوں گا ہم کچھ ایسے موضوعات پر کتابیں شائع کرنا چاہتے ہیں جو خاص طور پر خواتین سے متعلق ہیں مثلاً حقوق نسواں وغیرہ میرے خیال میں خواتین ان موضوعات پر زیادہ بہتر انداز میں لکھ سکتیں ہیں۔ اگر خواتین ان موضوعات پر کتابیں لکھنے میں دلچسپی رکھتی ہوں تو تربیت اسلامی کے مدیر محمد علی ایف مرچنٹ سے ہمارے دفتر کے فون نمبر 2252451 پر رابطہ قائم کریں

والسلام محمد امین مرچنٹ

تقریظ

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا محمد جواد حافظی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشۡرَفِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطَّاہِرِیۡنَ۔

امابعد! قَالَ مَوۡلَانَا عَلِیٌ عَلَیۡہِ السَّلَامِ۔

حُسۡنُ الۡخُلُقِ لِلنَّفۡسِ وَ حُسۡنُ الۡخَلۡقِ لِلۡبَدَنِ۔

ترجمہ: حسنِ اخلاق نفس کی زینت ہے اور حُسنِ تخلیق جسم کا زیور ہے انسان روح اور جسم سے مرکب ہے جب تک ان دونوں کو ہر ایک کے تقاضوں کے مطابق نہ رکھا جائے' انسانی زندگی کا معیار و میزان برقرار نہیں رہتا ہے۔ یعنی مکمل اور صحیح انسان' ان افراد کو کہا جاتا ہے جو اس کے اجزائے ترکیبی کے ہر پہلو کے بنیادی اصولوں کے تحت زندگی کے سفر کو جاری رکھتے ہیں۔ ان دونوں پہلوؤں کے اجتماعی وظائف کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں دیکھیں تو تین اہم چیزیں نظر آتی ہیں۔

۱۔ اعتقادات! یعنی ایسے غیر مرئی حقائق جو صرف بصیرتِ قلبی و زاویۂ فکری کے توسط سے قابل ادراک ہیں۔ جنہیں اُصولِ دین کہتے ہیں۔

۲۔ احکام! یعنی ایسے افعال و کردار جو اعتقادات کے عملی اظہار بھی ہیں جن کو شریعت کی اصطلاح میں فروعِ دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

۳۔ اخلاق! یعنی انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی حرکات و سکنات جو روز مرّہ زندگی کا معمول ہے۔

اخلاق، حیاتِ بشر کے تمام پہلوؤں سے مربوط ہے اگر کردار عقل و شرع کے مطابق مصالح اعمال پر مشتمل ہوں تو انہیں حُسنِ اخلاق یا اخلاقِ حُسنہ کہتے ہیں۔ اگر خواہشات نفسِ امارہ شرع و عقل کے قیود و حدود سے باہر ہوں اسے سوءِ اخلاق یا اخلاقِ سیئہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

انہی موضوعات اخلاق میں سے ''امانت و خیانت'' کے موضوع پر جناب آغا سید محمد علی شاہ حسینی دام عزہ نے انتہائی جامع اور دلکش انداز میں بہترین مطالب کو جمع کر کے کتاب کی شکل دی ہے۔ واقعاً برادر محترم نے انتہائی عرق ریزی اور خلوصِ نیت سے اس کتاب کی تالیف و تدوین میں کافی زحمت فرمائی ہے اور دورِ حاضر جو کہ اخلاقی انحطاط کا پُر آشوب دور ہے اس دور میں یہ کتاب انتہائی مؤثر اور مفید ثابت ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ محترم آغا صاحب کی یہ علمی خدمت معاشرے میں ابرِ رحمت کی مانند اثر پذیر ثابت ہوگی اور میری دعا ہے کہ خداوندِ کریم محترم مؤلف کو دین مقدس اسلام کی راہ میں مزید خدمات کی توفیق دے۔

والسلام وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ

احقر محمد جواد حافظی

مسجدِ قصر بتول علمدار چوک سکردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مولف

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ

امابعد! قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى۔

ترجمہ:۔ پیغمبرِ اسلامؐ کا اخلاق وکردار تم سب کے لئے بہترین نمونۂ عمل ہے۔

(سورہ احزاب آیت ۲۱)

انبیاء کی اخلاقی تعلیمات اور اُن کی راہ وروش بہترین ذریعہ ہے جو انسان کی زندگی کو بامقصد بنا سکتا ہے' اخلاق ہر ایک کیلئے لازمی اور ضروری ہے خواہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی۔ لیکن وہ لوگ جن کے کاندھے پر معاشرے کی رہبری کا بارگراں ہو۔ ان کے لئے اخلاقیات سب سے زیادہ ضروری ہے' کیونکہ جس پر معاشرے کی تربیت کی ذمہ داری ہے اسے خود مجسم اخلاق ہونا چاہئے اور تمام انسانی صفات واقدار کا پیکر ہونا چاہئے تا کہ لوگوں کے لوح دل کو اخلاقی کثافتوں سے پاک کر سکے۔ اسی بنا پر خداوند عالم نے اصلاح معاشرہ کے لئے اپنا پیغمبرؐ ایسے فرد کو منتخب کیا جن کی روح بلند' حوصلہ جوان' صبر وضبط کے کوہ گراں غرض ہر طرح کے اخلاق کی اعلیٰ صفات کا مکمل نمونہ تھے اور اسی اخلاق کے اسلحے کے ذریعے انہوں نے فساد وتباہی میں ڈوبے ہوئے معاشرے کو نجات دلائی اور اخلاقی گراوٹوں میں

آلودہ افراد کو پاک و پاکیزہ بنایا۔ وہ ذاتِ گرامی ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں آپؐ کے اسی اسوہ حُسنہ پر عمل کرتے ہوئے سوچا کہ اخلاقیات کے موضوع پر ایک کتاب لکھوں اللہ تعالیٰ نے میری سوچ وفکر کے مطابق مجھے یہ توفیق عطا کی اور سلسلۂ کتابت شروع کیا جس میں سے پہلی کتاب ''آدابِ میّت'' چھپ چکی ہے۔ جس کے لئے مؤمنین نے کافی سراہا۔ اس کی اشاعت میں جناب محمد امین مرچنٹ (وکیل آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی السیستانی مدظلہ العالی) نے میری معاونت کی نہ صرف معاونت کی بلکہ مجھے اپنے زرّین مشورے سے بھی نوازا کہ آئندہ بھی مختلف موضوعات اخلاق پر تالیفات کا سلسلہ جاری رکھیں۔

جناب محمد امین مرچنٹ کے ''تربیتِ اسلامی'' کے پلیٹ فارم سے ''امانت وخیانت'' میری چوتھی کتاب ہے، جسے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں جناب محمد امین مرچنٹ کا کافی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی نشر واشاعت میں دامے درمے سخنے میری مدد فرمائی۔ اسی صلہ میں کتاب ہٰذا کے جملہ حقوق اُن کی نذر کرتا ہوں۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ ہم سب کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

احقر:۔ سید محمد علی شاہ حسینی

امام جماعت مسجد ابوطالبؑ

محلّہ ابوطالب ہرگسہ شق تھنگ سکردو بلتستان

امانت

اگر ایک شخص کوئی مال کسی کو دے اور کہے کہ جب تک میں اسے طلب نہ کروں تمہارے پاس حفاظت کے لئے رکھ رہا ہوں یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے وہ اسے مال رکھوالی کے لئے دے رہا ہے اور وہ بھی رکھوالی کے مقصد سے اسے قبول کر لے تو یہی امانت ہے اور جس نے قبول کیا وہ ''امین'' کہلاتا ہے اور اگر مال کو محفوظ نہیں رکھا گیا تو اُسے ''خیانت'' کہا جاتا ہے۔

ایک دلچسپ واقعہ

ایک شخص کے پاس تھیلی میں ایک ہزار تومان تھے۔ وہ صبح سویرے نہانے کے ارادے سے عمومی حمام کی طرف نکلا۔ راستے میں اسے ایک دوست ملا وہ بھی اسی طرف کو جارہا تھا۔ جب ایک دوراہا آیا تو وہ دوست اس شخص کو اطلاع دیئے بغیر الگ ہو گیا۔ اتفاق سے پیچھے پیچھے ایک چور آرہا تھا وہ رقم بھری ہوئی تھیلی کا پیچھا کررہا تھا۔ وہ شخص حمام پہنچا تو اس کے پیچھے چور بھی پہنچ گیا۔ اس شخص نے رقم سے بھری ہوئی تھیلی حمام والے کے سپرد کی اور اندر نہانے چلا گیا۔

اتفاق سے خود حمام والے کو بھی نہانے کا خیال آیا۔ اس نے سمجھا کہ وہ چور اس تھیلی والے شخص کا دوست ہے۔ یہ سمجھ کر اس نے وہ تھیلی چور کو دے دی اور کہا! جب تک میں حمام سے باہر نہ آؤں تم یہ امانت رکھ لو۔ چور وہیں بیٹھا رہا یہاں تک کہ حمام والا باہر آ گیا۔ چور نے وہ تھیلی واپس کی۔ جب معلوم ہوا چور تھیلی والے

شخص کا دوست نہیں ہے تو حمام والے نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟

اس نے جواب دیا "میں ایک چور ہوں"

حمام والے نے پوچھا! پھر تم نے یہ تھیلی چرا کیوں نہیں لی؟

چور نے جواب دیا! ٹھیک ہے میں ایک چور ہوں لیکن امانت میں خیانت کرنا جواں مردی کے خلاف ہے۔ میں امانت کی حفاظت میں چوری سے باز رہا ہوں۔ تھیلی کا مالک اتنا متاثر ہوا کہ اس نے تھیلی کھول کر اس میں سے کچھ رقم چور کو دے دی۔ (گناہان کبیرہ)

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ امانت میں خیانت کرنا کتنا برا عمل ہے حالانکہ چور ہونے کے باوجود خیانت نہیں کی۔ لہٰذا ہم امانت سے خیانت کے متعلق قرآن و احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

قرآن میں خیانت

ارشاد ربّ العزت ہے۔

ترجمہ:۔ "بے شک خدا خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

(سورہ انفال آیت ۵۸)

اسی طرح ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ "اے ایمان والو! نہ خدا اور رسولؐ کے ساتھ خیانت کرو اور نہ ہی تمہارے پاس جو امانتیں ہیں ان میں خیانت کرو حالانکہ تم جانتے ہو" (سورۃ انفال آیت ۲۷)

ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ ''اگر تم میں سے ایک دوسرے پر اعتبار ہو تو جس شخص پر اعتبار کیا ہے وہ اعتبار کرنے والے شخص کی امانت پوری کی پوری لوٹا دے اور اپنے پروردگار سے ڈرتا رہے'' (سورۃ بقرہ' آیت ۲۸۳)

ارشاد ہے۔

ترجمہ:۔ ''بے شک خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو امانت والوں تک ضرور لوٹا دو'' (سورۃ نساء' آیت ۵۸)

آخرت میں خیانت کار کا عذاب

ارشاد رب العزت ہے۔

ترجمہ:۔ ''اور جو خیانت کرے گا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن وہی چیز (بعینہ خدا کے سامنے) لانی ہوگی۔ ہر شخص اپنے کئے کا پورا بدلہ پائے گا اور ان کی کسی طرح حق تلفی نہیں کی جائے گی۔ بھلا جو شخص خدا کی خوشنودی کا پابند ہو کیا وہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو خدا کے غضب میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ کیا برا ٹھکانا ہے'' (سورۃ آل عمران' آیت ۱۶۱۔۱۶۲)

اور فرمایا۔

ترجمہ:۔ ''تو ان دونوں (حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں) نے اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت کی تو ان کے شوہر (نبی ہونے کے باوجود) خدا کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آسکے اور دونوں کو حکم دیا گیا کہ جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ'' (سورۃ تحریم' آیت ۱۰)

واقعہ

حضرت نوحؑ کی بیوی (واعلہ) نے یہ دغا کی کہ آپؑ لوگوں کی ہدایت کرتے اور یہ کمبخت (واعلہ) لوگوں سے کہہ آتی کہ نوحؑ دیوانہ ہے میں اس کے پاس رہتی ہوں۔ مجھے اس کی حالت خوب معلوم ہے۔

اور حضرت لوطؑ کی بیوی (واہلہ) یہ شرارت کرتی کہ جب تازہ وارد مہمان حضرت کے پاس آتا تو حضرت کا دل دکھانے اور مہمان کو ستانے کے واسطے فوراً جا کر لوگوں کو خبر دیتی۔

اس آیتِ مبارکہ میں دنیا کی عورتوں کے لئے بھی نصیحت ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے ساتھ خیانت نہ کریں۔ ان کے ساتھ اچھے برتاؤ اور ان کی رازداری کا خیال رکھیں ورنہ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

دنیا میں خیانت کار کا عذاب

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ:۔ ”جو شخص دنیا میں اپنے پاس رکھی ہوئی امانت میں خیانت کرے گا اور اسے اس کے مالک تک نہیں لوٹائے گا اور اسے موت آجائے گی تو وہ میری ملت میں رہتے ہوئے نہیں مرے گا (یعنی وہ مسلمان کی موت نہیں مرے گا)“

اور فرماتے ہیں!

ترجمہ:۔ ”ہم میں سے نہیں جو کسی مسلمان کو فریب دے اور ہم میں سے نہیں جو کسی

مومن کے ساتھ خیانت کرے" (وسائل الشیعہ)

یہ حدیث بھی ہے! تین خصلتیں ایسی ہیں جو آدمی کے نفاق کی علامت ہیں اگر چہ وہ نماز' روزے کا پابند ہو اور خود کو سچا مسلمان سمجھتا ہو۔

جھوٹ' وعدہ خلافی اور امانت میں خیانت۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"چار چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اگر کسی کے گھر میں داخل ہو جائے تو وہ مالی اعتبار سے تباہ ہو جاتا ہے اور کبھی برکت کے ساتھ وہ گھر آباد نہیں رہتا"

"خیانت' چوری' شراب خوری اور زنا" (وسائل الشیعہ)

خیانت سے برکت اٹھتی ہے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ترجمہ "امانت کا لحاظ دولت مندی اور مالی پریشانی سے بے نیازی کا موجب ہے جبکہ خیانت مالی پریشانی اور فقر کا سبب ہے" (وسائل الشیعہ)

راوی کہتے ہیں' میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔

مدینہ میں ایک خاتون ہے جن کے پاس لوگ تربیت کے لئے اپنی بچیاں چھوڑ دیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس جیسی بے نیاز خاتون نہیں دیکھی گئی جو تھوڑی سی روزی میں بھی بڑے آرام سے زندگی گزار لیتی ہے۔ اسے کبھی بھی مالی اعتبار سے پریشانی میں نہیں دیکھا گیا۔

امامؑ نے فرمایا۔

ترجمہ "اس لئے کہ وہ خاتون سچ بولتی ہے اور امانت کا لحاظ کرتی ہے یہ ایسے کام ہیں جو روزی اور کشادہ حالی کا باعث بنتے ہیں" (وسائل الشیعہ)

امانت کی پاسداری

امانت خواہ کسی کی ہو اس کا لحاظ واجب ہے اور اس میں خیانت حرام ہے۔ خواہ مسلمان ہو یا کافر' یہاں تک کہ ناصبی لوگوں یعنی اہل بیت علیہم السلام سے کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرنے والوں کی امانت کا خیال رکھنا بھی واجب ہے۔ حالانکہ ناصبی لوگ بدترین قسم کے کافر ہیں"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ "خدا سے ڈرو! اور جس شخص نے بھی تمہارے پاس امانت رکھوائی ہے اس کی امانت بروقت لوٹا دو۔ اگر علیؑ کا قاتل بھی مجھے امین سمجھ کر میرے پاس کوئی امانت رکھتا تو میں ضرور اسے بروقت لوٹا دیتا" (وسائل الشیعہ)

اسی حدیث میں ہے کہ۔

ترجمہ "پس خدا سے ڈرو اور گورے' کالے سب کی امانتوں کا خیال رکھو' اگرچہ امانت رکھنے والا شخص شام کا رہنے والا ہو"

ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا! کیا ناصبی اہل بیتؑ کے کھلے دشمن کی امانت میں خیانت میرے لئے جائز ہے؟

امامؑ نے جواب دیا:

ترجمہ:۔ ''ہر اس شخص کی امانت کا خیال رکھو جس نے تمہارے پاس امانت رکھوائی یا تم سے نیک مشورہ طلب کیا ہے اگر چہ وہ حسینؑ کا قاتل ہی کیوں نہ ہو''

(وسائل الشیعہ)

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے شیعوں سے فرماتے ہیں۔

''تمہارا فرض ہے کہ تم امانت کو بروقت ادا کرو اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برحق نبی کے طور پر مبعوث کیا۔ اگر میرے بابا حسینؑ ابن علیؑ کا قاتل بھی میرے پاس وہ تلوار امانت کے طور پر رکھوا دیتا جس سے اس نے آپؑ کو قتل کیا تھا۔ میں ضرور اسے بروقت واپس کرتا'' (وسائل الشیعہ)

شیطانی وسوسہ

ہر وہ کام جو شرعی لحاظ سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ شیطان اس بارے میں اتنا ہی زیادہ بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''جس شخص کے پاس امانت رکھی ہو اور وہ اسے ادا کردے تو جہنم سے بندھی اپنی ایک ہزار گرہوں کو کھول لیتا ہے''

پس امانت کی ادائیگی میں سستی نہ کرو۔

ترجمہ:۔ ''بے شک جس شخص کے پاس امانت رکھی جاتی ہے۔ ابلیس اپنے سو سرکش اور مددگار شیطانوں کو اس کے پیچھے لگا دیتا ہے تاکہ وہ اسے گمراہ کریں اور اس کے دل میں خیانت کرنے کا وسوسہ پیدا کریں۔ وہ اس وقت تک اس کے پیچھے

لگے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اسے ہلاکت میں نہیں ڈال دیتے ہیں۔ بس وہی ان کے شر سے بچا رہتا ہے جس کو خدا بچائے'' (گناہان کبیرہ)

پیغمبرؐ امین تھے

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے سلسلے میں سب نے نقل کیا ہے کہ اسلام آنے سے قبل کفارِ قریش آنحضرتؐ کو امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپؐ کی امانتداری پر مشرکوں کو اتنا بھروسہ تھا کہ وہ اپنی امانتیں آپؐ کے پاس رکھا کرتے تھے۔

یہ صرف قبیلہ قریش کا حال نہیں تھا بلکہ عرب کے تمام قبیلوں اور علاقوں کے لوگوں کو بھی آنحضرتؐ کی امانتداری پر اعتماد تھا جب وہ حج کے زمانے میں مکہ آتے تھے تو اپنی امانتیں آنحضرت کے سپرد کر جاتے تھے۔ اسلام آنے کے بعد بھی یہی حال رہا۔ تاریخ میں ملتا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے مدینے کی جانب ہجرت کی تو لوگوں کی تمام امانتوں کو حضرت علی علیہ السلام کے سپرد کر کے فرمایا' اے علی! ہر روز صبح وشام مکہ میں ندا کرو کہ جس شخص نے بھی محمدؐ کے پاس امانت رکھی ہے آئے تا کہ میں اسے لوٹا دوں۔

خیانت کی قسمیں

امانت کی ضد خیانت ہے اور خیانت کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) خدا کے ساتھ خیانت (۲) رسولؐ کے ساتھ خیانت (۳) لوگوں کے ساتھ خیانت۔

امانت خدا

ارشادرب العزت ہے۔

ترجمہ:۔ ''ہم نے اپنی امانت کو سارے آسمان وزمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا جوانہوں نے اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اسے اٹھالیا۔ بے شک انسان اپنے حق میں بڑا ظالم اور نادان ہے''

(سورۃ احزاب' آیت ۷۲)

یہاں امانت سے کیا مراد ہے؟

اس سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ امانت نعمت عقل ہے۔ اس امانت کی صحیح حفاظت یہ ہے کہ اس کے ذریعے آدمی اپنے معبود کو پہچانے اور اسی کی راہ پر چلے۔

بعض کہتے ہیں خداوند تعالیٰ نے واجبات اور محرمات کے جو احکام اپنے پیغمبرؐ کے توسط سے بندوں تک پہنچائے ہیں۔ وہ خدا کی امانت ہیں اور ان کی پابندی ہی امانت کی حفاظت ہے۔

ظاہر ہے کہ آسمان وزمین اور پہاڑوں میں اتنی صلاحیت نہیں تھی کہ وہ ایسی امانتوں کی حفاظت کرسکیں۔ اس لئے انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ لیکن انسان نے ایسی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے اسے قبول کرلیا۔

بے شک انسان اپنی غضب والی قوت کو عقل والی قوت پر ترجیح دے دیتا ہے اور امانت خدا میں خیانت کر بیٹھتا ہے۔ اسی لئے جاہل اور ناداں ہے۔

عقل بھی خدا کی ایک بڑی امانت ہے اور اس کی امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ہر وقت عقل ہی کا لحاظ کرے۔ کوئی ایسی بات یا حرکت نہ کرے جو عقل کے حکم کے بغیر نہ ہو۔ اگر آدمی عقل کو مغلوب کر کے شہوت یا غضب جیسی قوتوں کی پیروی کرے تو وہ خدا کی اس اہم امانت میں خیانت کر بیٹھے گا۔

پروردگار عالم نے اپنے بندوں کو جو احکاماتِ شرعی دیئے ہیں یعنی ان کے لئے حرام و حلال کو بیان فرمایا ہے۔ ان کی نسبت امانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ہر ممکن کوشش کر کے اپنی شرعی ذمہ داریوں کو سمجھے اور دل کی گہرائیوں سے اسے قبول کرے اور اس پر مکمل طور سے عمل پیرا ہو۔

امانت رسولؐ

شیعہ سُنی دونوں کے پاس یہ حدیث مسلّم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل فرمایا تھا۔

''میں تم لوگوں کے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک تو کتاب خدا ہے اور ایک میری عترت ہے۔ (بحارالانور، جلد ۶)

اس کے بعد کا جملہ تاریخ میں یہ ہے۔

''میں قیامت کے دن تم سے سوال کروں گا کہ تم نے ان دونوں کے ساتھ کیا کیا؟''

اہل بیت رسولؐ خود رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک امانت ہیں۔ جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔اس امانت کالحاظ یہ ہے کہ دل میں ان سے محبت ومودّت رکھی جائے۔ان کی حقانیت کوصدقِ دل سے مانا جائے۔ ان کے احکام کی اطاعت کی جائے۔ان کے احکام کوخدااور رسولؐ کے احکام سمجھا جائے۔ ان کوخدا کی طرف سے حجت سمجھا جائے۔خدانے ان کوبھیج کرہم پر حجت تمام کی ہے۔

خیانتِ خدااور رسولؐ

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''خدااور رسولؐ کے ساتھ خیانت ان کی نافرمانی ہےاور جہاں تک امانت میں خیانت کاتعلق ہے ہرانسان خدائے تعالیٰ کے دیئے ہوئے فرائض کا امانتدار ہے۔یعنی واجبات خداہرانسان کے پاس امانت ہیں اوراس امانت کی حفاظت ان کی پابندی ہے'' (تفسیر صافی)

حضرت علیؑ اورنماز

''امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو بے چین ہوجاتے تھے،لرزنے لگتے تھےاوران کے چہرے کارنگ تبدیل ہونے لگتا تھا''

(تفسیر صافی)

لوگ ان سے کہتے تھے!

''اے امیر المومنینؑ یہ آپ کا کیا حال ہورہا ہے؟

توحضرت علیؑ فرماتے تھے'نماز کاوقت آ گیا!

اس امانت کی ادائیگی کا وقت آ گیا ہے جسے خدا نے آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا تھا اور اس سے خوف محسوس کیا تھا۔ (تفسیر صافی)

لوگوں کی امانت

امانت کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ امانت ملکی　　　۲۔ امانت شرعی

امانت ملکی

امانت ملکی یہ ہے کہ آدمی اپنا مال یا اپنی ملکیت کی چیز کسی دوسرے شخص کے پاس امانت کے طور پر رکھے۔

امانت ملکی کی چند قسمیں ہیں۔

- کبھی کوئی چیز محض محفوظ کرنے کی نیت سے رکھی جاتی ہے۔
- کبھی کوئی چیز استعمال کی نیت سے دی جاتی ہے تا کہ وہ بعد میں لوٹائی جا سکے۔اس کو عاریہ یا مستعار بھی کہتے ہیں۔
- کبھی کوئی چیز دی جاتی ہے لیکن اس کا کرایہ لیا جاتا ہے جیسے کرائے پر مکان۔
- کبھی کوئی چیز رہن یا گروی رکھی جاتی ہے اور اس کی ضمانت پر کچھ مال حاصل کیا جاتا ہے۔
- سرمایہ کاری کا مال جو دوسرے کو تجارت کی غرض سے دیا جاتا ہے۔

قرض بھی ایک امانت ہے جو دوسرے کو دیا جاتا ہے یا دوسرے سے لیا جاتا ہے۔

امانت شرعی

امانت شرعی یہ ہے کہ شرعی حکم سے کسی شخص کا مال کسی دوسرے شخص کے پاس امانت شمار ہو۔

مثلاً ہوا چلی اور ہمسائے کے گھر میں لٹکا ہوا لباس اڑ کر برابر والے گھر میں گر گیا یا کسی کا گمشدہ پالتو جانور کسی دوسرے کے گھر میں پہنچ گیا۔ یا خریدار نے ایک بند پیکٹ خریدا جس کے اندر دوکاندار اپنا کچھ مال رکھ کر بھول گیا تھا یا خریدار بھولے سے دوکاندار کو کچھ رقم زیادہ دے کر چلا گیا ہو یا ایک خطیر رقم آدمی کو راستے میں پڑی مل گئی یا چوری اور غصب وغیرہ کا مال ہاتھ آ گیا ہو۔

تو ایسی تمام چیزیں شرعی طور پر امانت شمار ہوتی ہیں اور ان کے مالک تک پہنچانا واجب ہوتا ہے۔ خود استعمال کا حق نہیں رکھتا۔

امانت شرعی کی ایک اور مثال یہ ہے کہ کسی کا خط کسی کو مل گیا ہو۔ اب جسے ملا ہے اس پر فرض ہوتا ہے کہ جس کے نام وہ خط ہے اس تک پہنچائے۔ دوسروں کا خط کھولنا اور اسے پڑھنا حرام ہے۔

اگر دوسروں کی امانت ملکی یا امانت شرعی کسی کے پاس ہو تو اس میں خیانت کرنا حرام ہے۔ خیانت تین گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) دوسروں پر ظلم (۲) تفریط (یعنی ایک واجب کے سلسلے میں لاپرواہی)

(۳) دوسروں کے مال میں ناجائز تصرف۔

ایک مسئلہ

اگر اجازت حاصل کیئے بغیر معلوم ہو کہ مالک راضی ہوگا تو اس کے مال میں تصرف جائز ہے لیکن اگر استعمال کے دوران وہ مال ضائع ہوگیا یا اس میں کوئی نقص پیدا ہوگیا تو استعمال کرنے والا شخص ضامن ہے اور اسے اس کا عوِض مالک کو دینا ہوگا۔

اگر امانت دار شخص نے اپنی حد تک امانت کی حفاظت کی ہو اور اس کے باوجود امانت کی چیز میں نقصان پیدا ہوا یا وہ ضائع ہوگئی تو امانتدار شخص ضامن نہیں ہے۔ اس کو اس کا عوِض دینا نہیں پڑے گا۔ لیکن امانتدار شخص نے لاپرواہی کی ہو تو وہ اس نقصان کی تلافی کا ضامن ہوگا۔

جس شخص نے امانت رکھ کر احسان کیا ہو اور اپنی حد تک حفاظت کرنے کے باوجود امانت ضائع ہوگئی تو وہ امانت رکھوانے والا شخص اپنے محسن کے خلاف دعویٰ نہیں کر سکتا۔ (گناہان کبیرہ)

امانت سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

ترجمہ:۔ ''ایک شخص نے دوسرے شخص سے یہ کہہ کر بھیجا کہ میرے لئے فلاں کپڑا خرید کر لاؤ۔ پس اس شخص نے بازار میں وہ کپڑا تلاش کیا تو اس نے دیکھا جو کپڑا پہلے شخص کو مطلوب ہے وہ اس کے پاس پڑا ہوا ہے۔ اس نے اپنے پاس سے وہ کپڑا

اسے دے دیا۔ اس کے بدلے میں بازار سے خریدا ہوا مال اپنے پاس رکھا"

امامؑ نے فرمایا!

ترجمہ:۔ "اس کو ایسی حرکت کا سوچنا بھی نہیں چاہئے تھا اور اس طرح اپنے نفس کو آلودہ نہیں کر لینا چاہئے۔

پھر ارشاد فرمایا!

"اگرچہ اس کے پاس بازار والی چیز سے بہتر چیز ہو تو بھی وہ اپنی طرف سے پہلے شخص کو کچھ بتائے بغیر نہ دے" (تفسیر صافی)

اس لئے کہ اصل معاملہ جو ہوا وہ یہ کہ دوسرا شخص پہلے شخص کی رقم لے کر بازار سے ایک مخصوص کپڑا لے آئے۔ پس اس معاملے کی ذرا سی بھی خلاف ورزی خیانت ہوگی۔

سلیمان بن خالد سے روایت ہے۔

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا! ایک شخص میرا قرضدار تھا لیکن نہ صرف یہ کہ اس نے قرض ادا نہیں کیا بلکہ جھوٹی قسم کھائی کہ میں تیرا قرض دار نہیں۔ اس کے بعد اپنا کچھ مال میرے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے۔ کیا میں اس کی امانت کو قرض میں کاٹ کر خود استعمال کر سکتا ہوں؟ امامؑ نے فرمایا۔

ترجمہ:۔ "بے شک اس نے تمہارے ساتھ خیانت کی لیکن تمہیں اس کے ساتھ خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ ابھی تم نے اس کا جو عیب بتایا اس کے زمرے میں تمہیں بھی داخل نہیں ہونا چاہئے"۔ (گناہان کبیرہ)

راز کی باتیں بھی امانت ہیں

کبھی ایسا ہوتا ہے کسی کی راز کی بات کسی کے پاس ہوتی ہے اور وہ کہہ دیتا ہے کہ یہ کسی اور کو نہ بتائے۔ ایسی بات بھی ایک امانت ہوتی ہے۔ کسی سے متعلق دیکھی یا سنی ہوئی بات بھی فاش کر دینا خیانت ہے''

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے۔

ترجمہ ''راز کی باتیں تمہیں راز رکھنے کے لئے سنائی گئی ہوں اسے فاش کر دینا خیانت اور غداری ہے''

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

نبی کریمؐ سے حضرت ابوذرؓ نقل کرتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''اے ابوذرؓ! ایک ساتھ بیٹھنے والے شخص کو امانت کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر تم اپنے مومن بھائی کا راز فاش کر دو گے تو خیانت کر بیٹھو گے۔ پس ایسے کام سے بچو'' (وسائل الشیعہ)

ایک بیٹھک یا میٹنگ میں جو باتیں بھی ہوتی ہیں وہ اس کے افراد کے پاس امانت ہوتی ہیں جو بات چھپانے کے لائق ہو اسے فاش نہیں کرنا چاہئے۔

روایت میں ہے۔

ترجمہ:۔ ''ایک ساتھ بیٹھنے والے شخص کو امانت کا خیال رکھنا چاہئے۔ البتہ تین قسم کی بیٹھکوں میں ہونے والی بات فاش کرنا حرام نہیں ہے۔

۱۔ وہ جگہ جہاں حرام طریقے سے کسی کی جان لینے کی بات ہو رہی ہو۔

۲۔ وہ جگہ جہاں زنا کا پروگرام طے پا رہا ہو۔

۳۔ وہ جگہ جہاں ناحق حرام مال کھانے کی بات ہو رہی ہو۔ (بحار الانوار)

میّت کا راز فاش کرنا بھی حرام ہے

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''جو شخص کسی مومن کی میت کو غسل دے اور اس کے سلسلے میں امانت کا خیال رکھے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''

ترجمہ:۔ ''پوچھا گیا کہ! کوئی شخص میت کے سلسلے میں امانت کا خیال کس طرح رکھ سکتا ہے''

''امامؑ نے جواب دیا! وہ میت کے بدن میں جو عیب دیکھے وہ دوسروں کو نہ بتائے'' (کتاب امالی)

اپنے راز کی باتیں بیان نہ کریں

احادیثؑ میں یہ حکم ثابت ہے کہ ہمیں اپنے راز کی باتیں دوسروں کو نہیں بتانی چاہئے۔ خواہ وہ دوسرے لوگ قریب ترین اور عزیز ترین افراد ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لئے ممکن ہے ان کی دوستی برقرار نہ رہے اور ایک دن وہ ہم سے دشمنی کرنے لگے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

ترجمہ:۔ ''یعنی اپنے دوست کو بھی اپنا راز مت بتاؤ۔ البتہ ایسی باتیں بتا دو کہ اگر

دشمن کو بھی اس کا علم ہو جائے تو اس سے تمہیں نقصان نہ پہنچے۔ اس لئے کہ دوست بھی کسی دن دشمن بن جاتا ہے"

میاں بیوی کا واقعہ

ایک متقی پرہیز گار شخص یہ واقعہ نقل کرتے ہیں کہ جب خود انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دینی چاہی تو ان سے پوچھا گیا! آپ نے اس میں ایسا کونسا عیب دیکھا ہے جس کی بنا پر آپ اسے طلاق دینا چاہتے ہیں۔

انہوں نے فرمایا! عاقل شخص کبھی بھی اپنی بیوی کا پردہ چاک نہیں کرتا اور اس کا راز فاش نہیں کرتا۔ آخر کار طلاق ہوگئی اور اس کی عدت بھی گزر گئی۔ پھر لوگوں نے ان سے پوچھا اب وہ تو آپ کی بیوی نہیں ہے۔ آخر اس میں کیا عیب تھا جس کی وجہ سے آپ نے طلاق دی؟

انہوں نے فرمایا! مجھے دوسروں کی عورتوں سے کیا کام۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شوہر پر بیوی کا حق یہ ہے کہ وہ اس کا راز فاش نہ کرے حتیٰ کہ طلاق اور جدائی کے بعد بھی یہ حق باقی ہے۔ (گناہان کبیرہ)

امام حسینؑ کا خط اور راز داری

جناب امام حسین علیہ السلام نے حضرت مسلم اور کوفہ کے شیعوں کے نام ایک خط لکھا تھا۔ وہ خط کچھ یوں تھا۔

حسینؑ ابن علیؑ کی جانب سے اپنے مومن و مسلم بھائیوں کے نام! تم لوگوں

پر سلام ہو میں اس خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اما بعد! مسلم کا خط مجھ تک پہنچا۔ انہوں نے مجھے ایک اچھی خبر سنائی کہ تم سب لوگ ہماری مدد کے لئے متحد ہو اور ہمارے حق کا مطالبہ کرتے ہو۔ میں خدا سے دُعا گو ہوں کہ تمہارا انجام بخیر فرمائے اور تم لوگوں کے اس اقدام پر اچھی جزا دے۔ میں نے منگل آٹھ ذی الحجہ کو مکہ سے نکل کر تم لوگوں کی طرف حرکت کی ہے۔ جب میرا قاصد تمہارے پاس ائے تو اپنے کام میں سرعت اور سنجیدگی پیدا کرلو۔ میں کچھ ہی دنوں میں انشاء اللہ تمہارے پاس آجاؤں گا۔

والسّلام علیکم ورحمة اللّٰه۔

یہ خط امام حسین علیہ السلام نے قیس ابن مسہر صیداوی کے ہمراہ کوفہ بھیجا۔ وہ اسے لے کر کوفے کی سرحد پر پہنچ گئے۔ وہاں جب ابن زیاد کے لشکر کے ایک سردار حصین ابن تمیم نے ان کو گرفتار کرنا چاہا فوراً انہوں نے امامؑ کا خط پھاڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ان کو ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا۔ ابن زیاد نے خط مانگا تو انہوں نے فرمایا! میں نے اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ ابن زیاد نے کہا کیوں؟

اس لئے کہ تو نہ جان سکے کہ اس کے اندر کیا لکھا ہے؟ ابن زیاد نے پوچھا خط کس کے نام تھا؟

فرمایا! ایسے لوگوں کے نام جن کو میں نہیں پہچانتا۔ ابن زیاد نے حکم دیا اگر تم مجھے نہیں بتاؤ گے تو تمہیں منبر پر جانا پڑے گا اور وہاں سے جھوٹوں پر لعنت بھیجنی ہوگی۔

ابن زیاد کی مراد حسینؑ کی ذات تھی۔ قیس ابن مسہر صیداوی منبر پر گئے اور فرمایا اے لوگو! حسینؑ ابن علیؑ خدا کی بہترین مخلوق ہیں اور رسولِ خداؐ کی بیٹی فاطمہؑ کے فرزند ہیں۔ میں ان کا قاصد ہوں اور انہیں حاجز نامی مقام پر چھوڑ آیا ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں تا کہ آپ لوگ ان کی آواز پر لبیک کہیں اور ان کی طرف بصدق شوق بڑھیں۔ پھر قیس نے ابن زیاد پر اور اس کے باپ پر لعنت بھیجی اور امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر بہت درود بھیجا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ قیس کو محل کی دیوار سے نیچے گرادیا جائے۔ جب قیس کو بلندی پر سے پھینکا گیا تو ان کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ شہید ہو گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کو قیس کے حالات اور ان کے قتل ہونے کا علم ہوا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے یہ آیۃ تلاوت فرمائی۔

ترجمہ ''مومنین میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو مر کر اپنا وقت پورا کر گئے اور ان میں سے بعض منتظر بیٹھے ہیں'' (سورہ احزاب' آیت ۲۳)

امانت دار پر قیامت کے دن سائیہ رحمت

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔ ''تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جو قیامت کے دن جبکہ عرش خدا کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں ہوگا عرش کے سائے میں ہونگے''

ترجمہ:۔ ''ایک وہ شخص جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کی شادی کرائی ہو' ایک وہ شخص جس نے اپنے مسلمان بھائی کو خادم فراہم کیا ہو اور ایک وہ شخص جس نے کسی

مسلمان بھائی کا راز چھپایا ہو" (کتاب خصال)

فتاوی حضرت آیت اللہ سیستانی (مدظلہ عالی)

امانت کے احکام:

اگر ایک شخص کوئی مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال رکھوالی کے لئے دے رہا ہے اور وہ بھی رکھوالی کے مقصد سے لے لے تو ضروری ہے کہ ودیعت وامانت داری کے ان احکام کے مطابق عمل کرے جو بعد میں بیان ہوں گے۔

ضروری ہے کہ امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں بالغ اور عاقل ہوں ور کسی نے انہیں مجبور نہ کیا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مال کو دیوانے یا بچے کے پاس امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ یا بچہ کوئی مال کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھے تو صحیح نہیں ہے۔ ہاں سمجھدار بچہ کسی دوسرے کے مال کو اس کی اجازت سے کسی کے پاس امانت رکھے تو جائز ہے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ امانت رکھوانے والا سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو۔ لیکن اگر دیوالیہ ہو تاہم جو مال اس نے امانت کے طور پر رکھوایا ہو وہ اس مال میں سے نہ ہو جس میں اسے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس صورت میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ امانتدار سفیہ یا دیوالیہ نہ ہو، یہ اس صورت میں کہ امانت کی حفاظت اور نگہداشت

سے اس کا مال اس طرح خرچ ہو کہ مال کے اس کی ملکیت سے نکلنے یا ضائع ہونے کا موجب ہو۔

اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت قبول کرلے تو ضروری ہے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے۔ اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو تو لازم ہے کہ وہ چیز بچے کے سرپرست تک پہنچا دے۔ اور اگر وہ مال ان لوگوں کے پاس پہنچانے سے پہلے تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔ مگر اس ڈر سے کہ خدانخواستہ تلف ہو جائے اس مال کو بچے سے اس کے سرپرست تک پہنچانے کی نیت سے لیا ہو تو اس صورت میں اگر اس نے مال کی حفاظت کرنے اور اسے مالک تک پہنچانے میں کوتاہی نہ کی ہو اور ناجائز تصرف بھی نہ کیا ہو تو وہ ضامن نہیں ہے۔ اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

جو شخص امانت کی حفاظت نہ کرسکتا ہو اگر امانت رکھوانے والا اس کی اس حالت سے باخبر نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ شخص امانت قبول نہ کرے اور اگر قبول کرلے اور ضائع ہو جائے تو ضامن ہے۔

اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی حفاظت کے لئے تیار نہیں اور اس مال کو امانت کے طور پر قبول نہ کرے اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس

مال کی حفاظت کرے۔

جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھوائے وہ امانت کو جس وقت چاہے منسوخ کرسکتا ہے اور اسی طرح امین بھی جب چاہے اسے منسوخ کرسکتا ہے۔

اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کردے اور امانت داری منسوخ کردے تو ضروری ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا سرپرست کو پہنچا دے یا انہیں اطلاع دے کہ وہ مال کی (مزید) نگہداشت کے لئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال ان تک نہ پہنچائے یا اطلاع نہ دے اور مال تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لئے مناسب جگہ نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کرے اور امانت کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے نگہداشت میں کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس کام میں کوتاہی کرے اور امانت تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور نہ ہی تعدی۔ یعنی ناجائز تصرف۔ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ اس مال کی حفاظت میں کوتاہی کرے مثلاً مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ ایسا غیر محفوظ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبر پائے تو لے جائے یا وہ اس مال میں تعدی کرے۔ (مالک

کی اجازت کے بغیر اس مال میں تصرف کرے) مثلاً لباس کو استعمال کرے یا جانور پر سواری کرے اور وہ تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اس سے کہے کہ "تمہیں چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھو اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تم اس کو کہیں اور نہ لے جانا" تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو (امین) ذمہ دار ہے۔ لیکن اگر امین کو یقین ہو کہ اس جگہ مال ضائع ہو جائے گا تو جائز ہے کہ اس صورت میں اسے محفوظ جگہ منتقل کر دے۔

اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لئے کوئی جگہ معین کرے لیکن اس کے کہنے سے یہ معلوم ہو رہا ہو کہ اس کی نظر میں وہ جگہ کوئی خاص خصوصیت نہیں رکھتی تو امانتدار اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی محفوظ ہو لے جا سکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں۔

اگر مال کا مالک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ ختم ہو جائے گا اور امانتدار کو چاہیے کہ فوراً امانت اس کے سرپرست کو پہنچا دے یا اس کے سرپرست کو خبر کر دے۔ اور اگر وہ ایسا نہ کرے (یعنی شرعی عذر کے بغیر مال دیوانے کے سرپرست کو نہ پہنچائے اور اسے خبر کرنے میں بھی

کوتاہی برتے) اور مال تلف ہوجائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے لیکن اگر مال کے مالک پر کبھی کبھار دیوانگی یا بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ یہی کام کرے۔

اگر مال کا مالک مرجائے تو امانت کا معاملہ باطل ہوجاتا ہے۔لہٰذا اگر اس مال میں کسی دوسرے کا حق نہ ہو تو وہ مال اس کے وارث کو ملتا ہے اور ضروری ہے کہ امانت دار اس مال کو اس کے وارث تک پہنچائے یا اسے اطلاع دے اگر وہ ایسا نہ کرے۔(یعنی شرعی عذر کے بغیر مال کو اس کے وارث کے حوالے نہ کرے اور خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے) اور مال ضائع ہوجائے تو وہ ذمہ دار ہے۔البتہ اگر وارثوں کے بارے میں تحقیق کرنے اور ڈھونڈنے کے لئے مال کی حفاظت کرے اور مال تلف ہوجائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

اگر مال کا مالک مرجائے اس کی مال کی ملکیت کا حق اس کے ورثاء کو مل جائے تو امانت دار کے لئے ضروری ہے کہ مال تمام ورثاء کو یا ان سب کے وکیل کو دے، لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر تمام مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کا ذمہ دار ہے۔

اگر امانت دار مرجائے یا ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو امانت کا معاملہ باطل ہوجائے گا اور اس کے وارث یا سرپرست کو چاہیے کہ جس قدر جلد ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس تک پہنچائے۔ لیکن اگر کبھی کبھار (یا تھوڑی مدت کے لئے) دیوانہ یا بے ہوش ہوتا ہو تو احتیاط

واجب کی بنا پر ایسا ہی کرے۔

اگر امانتدار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ امانت کو اس کے مالک یا سرپرست یا وکیل تک پہنچادے یا اس کو اطلاع دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ ایسا بندوبست کرے کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کے مرنے کے بعد مال اس کے مالک کو مل جائے گا۔ مثلا وصیت کرے اور اس وصیت پر گواہ مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور محل وقوع وصی اور گواہوں کو بتادے۔

اگر امانتدار کو کوئی سفر پیش آئے تو امانت کو اپنے اہل وعیال کے حوالے کرے۔ لیکن اگر اس کی حفاظت خود اس شخص پر موقوف ہو تو سفر نہ کرے یا مال اس کے مالک ،سرپرست یا وکیل کے حوالے کرے یا انہیں آگاہ کرے۔

کرائے کے احکام:

کوئی چیز کرائے پر دینے والے اور کرائے پر لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے کریں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں۔ لہذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لئے نہ وہ کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے اور نہ دے سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص دیوالہ ہو چکا ہو وہ ان چیزوں کو کرائے پر نہیں دے سکتا جن میں وہ تصرف کا حق نہ رکھتا ہو اور نہ وہ ان میں سے کوئی چیز کرائے پر لے سکتا ہے لیکن اپنی خدمات کو کرائے پر پیش کر سکتا ہے۔

انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لئے کرائے پر لے سکتا ہے۔

اگر بچے کا سرپرست یا اس کے مال کا منتظم بچے کا مال کرائے پر دے یا بچے کو کسی کا اجیر مقرر کردے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کرسکتا ہے اگرچہ صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی کچھ مدت کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کیلئے مصلحت کے خلاف نہ ہوتا ہاں اگر وہ مصلحت شرعی لازمی مصلحت کے برخلاف تھی یعنی جس کے بارے میں یہ علم ہو کہ شارع مقدس اس مصلحت کو ترک کرنے پر راضی نہیں ہے اس صورت میں اگر حاکم شرع کی اجازت سے اجارہ واقع ہوا ہو تو بچہ بالغ ہونے کے بعد اجارہ فسخ نہیں کرسکتا۔

جس نابالغ بچے کا سرپرست نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر مزدوری پر نہیں لگایا جاسکتا اور جس شخص کی رسائی مجتہد تک نہ ہو وہ ایک مومن شخص کی اجازت لیکر جو عادل ہو بچے کو مزدوری پر لگا سکتا ہے۔

اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے سے کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارے پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو صحیح ہے بلکہ اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارے کے قصد سے مستاجر کو دے اور وہ بھی

اجارے کے قصد سے لے تو اجارہ صحیح ہوگا۔

اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارے کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لئے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہوگا اجارہ صحیح ہوجائے گا۔

جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی چیز اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا دوسری تمام چیزیں اجارے پر لے اور اس کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لئے اجارے پر نہیں دے سکتا بجز اس کے کہ اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی کرائے پر لینے والے سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کر لے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لئے کرائے پر دے دے (یعنی شوہر کو کرائے پر دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمہ داری ہے) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو کرائے پر لینے والا اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے۔ البتہ مال کو کرایہ دار دوم کے سپرد کرنے کے لئے احتیاط کی بنا پر ضروری ہے کہ مالک سے اجازت لے لے۔ لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے اگرچہ کرایہ دوسری جنس سے ہو تو ایسی صورت میں کہ وہ مکان یا دکان یا کشتی ہو تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں کوئی کام مثلاً مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس کی حفاظت کے لئے کچھ نقصان برداشت کیا ہو (تو وہ اسے زیادہ کرائے پر دے سکتا ہے)۔

اگر مزدور، کسی شخص سے یہ شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس مزدور کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو اسے دوسرے کو اجارے پر دے سکتا ہے۔ لیکن جو چیز دوسرے شخص سے اجرے کی بابت لے رہا ہے ضروری ہے کہ اس کی قیمت اس اجارے سے زیادہ نہ ہو جو اجیر کے لئے قرار دیا ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کا بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود انجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص مکان، دکان اور کشتی کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو اگر جتنے کرائے پر اس نے وہ چیز لی ہے اس سے زیادہ کرائے پر دے تو اجارہ کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

اگر کوئی شخص مکان، دکان مثلاً ایک سال کے لئے سو روپیہ کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرائے پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرائے پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام کرایا ہو۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط:

جو مال اجارے پر دیا جائے اس کی چند شرائط ہیں:

۱۔ وہ مال معین ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنے مکانات میں سے ایک مکان تمہیں کرائے پر دیا تو یہ درست نہیں ہے۔

۲۔ کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے۔ اور اگر مال موجود نہ ہو یا کلی ہو تو اجارے پر دینے والا اپنے مال کی خصوصیات کچھ اس طرح بیان کرے کہ اسے متاثر کر کے کرائے پر لینے کیلئے آمادہ کر دے۔

۳۔ اجارے پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو اگر مستاجر اس کو نہ پکڑ سکے تو اجارہ باطل ہے اور اگر اس کے لئے ممکن ہو کہ پکڑ سکے تو اجارہ صحیح ہے۔

۴۔ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی، پھلوں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کھانے کے لئے کرائے پر دینا صحیح نہیں ہے۔

۵۔ مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے لئے اسے کرائے پر دیا جائے۔ لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لئے کرائے پر دینا جس کے لئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے بھی سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶۔ جو چیز کرائے پر دے اس کا منافع کا مالک ہو جس کے لئے کرائے پر دیا جا رہا ہے۔ اور اگر نہ اس کا مالک ہو، نہ وکیل اور نہ منتظم تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضامند ہو۔

جس درخت میں ابھی پھل نہ لگا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے گا درست ہے۔ اور اسی طرح ایک جانور کو اس کے دودھ کے لئے کرائے پر دینے کا بھی یہی حکم ہے۔

عورت اس مقصد کے لئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے استفادہ کیا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط:

جس استفادے کے لئے مال کرائے پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرطیں ہیں:

۱۔ (استفادہ کرنا) حلال ہو۔ پس اگر کسی مال کی منفعت صرف حرام ہو یا یہ شرط رکھی جائے کہ حرام کے ذریعے سے استفادہ کیا جائے یا سودا کرنے سے پہلے حرام معاملے کو معین کیا جائے اور سودے کی بنیاد اسی پر رکھی جائے تو یہ سودا باطل ہے۔ لہٰذا دکان کو شراب بیچنے یا شراب ذخیرہ کرنے کے لئے کرائے پر دینا اور حیوان کو شراب کی نقل و حمل کے لئے کرائے پر دینا باطل ہے۔

۲۔ وہ عمل شریعت میں بلا معاوضہ انجام دینا واجب نہ ہو۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر اسی قسم کے کاموں میں سے ہے۔ اگر محل ابتلاء ہو حلال اور حرام کے مسائل سکھانا اور ایسے ہی ہے بقدر واجب مردوں کی تجہیز و تکفین کرنا۔ اور احتیاط واجب کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادے کے لئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

۳۔ جو چیز کرائے پر دی جائے اگر وہ کثیر الفوائد (اور کثیر المقاصد) ہو تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کیا جائے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جاسکتی ہو اور مال بھی لادا جاسکتا ہو تو اسے کرائے پر دیتے وقت یہ معین کرنا ضروری ہے کہ مستاجر اسے فقط سواری کے مقصد کے لئے یا فقط بار برداری کے مقصد کے لئے استعمال کرسکتا ہے یا اس سے ہر طرح استفادہ کر سکتا ہے۔

۴۔ استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کرلیا جائے اور یہ استفادہ مدت معین کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے، ۔ مثلاً مکان یا دکان کرائے پر دے کر یا کام کا تعین کر کے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً درزی کے ساتھ طے کرلیا جائے کہ وہ ایک معین لباس مخصوص ڈیزائن میں سیئے گا۔

اگر اجارے کی ابتدا کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارے کا معاہدہ کرنے کے بعد سے ہوگا۔

مثال کے طور پر اگر مکان ایک سال کے لئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینے بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جارہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ کرائے دار سے کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ

صحیح نہیں ہے۔

اگر مالک مکان، کرائے دار سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان دس روپے ماہور کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینے کے لئے دس روپے کرائے پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا علم ہو جائے تو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

جس مکان میں مسافر اور زائر قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت تک وہاں رہیں گے۔ اگر وہ مالک مکان سے طے کرلیں کہ مثلا ایک رات ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چونکہ اجارے کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

اگر (موکل) کسی کام کے لئے چند اشخاص کو وکیل مقرر کرے اور اس کی اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک ذاتی طور پر اس کام کو کرے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں یا بطور اطلاق کہا ہو کہ تم دونوں میرے وکیل ہو تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی اشخاص کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

اگر وکیل یا موکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے۔ نیز جس چیز میں تصرف کے لئے کسی شخص کو وکیل مقرر کیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کیلئے کسی کو وکیل مقرر کیا گیا ہو اگر وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اسی طرح اگر وکیل یا موکل میں سے کوئی ایک ہمیشہ کے لئے دیوانہ یا بے حواس ہو جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر کبھی کبھی دیوانگی یا بے حواسی کا دورہ پڑتا ہو تو وکالت کا باطل ہونا دیوانگی اور بے حواسی کی مدت میں حتیٰ کہ دیوانگی اور بے حواسی نہ ہونے کی حالت میں بھی محل اشکال ہے۔

اگر انسان کسی کو اپنے کام کے لئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا طے کرے تو کام کی تکمیل کے بعد ضروری ہے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دیدے۔

جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کا ضامن نہیں ہے۔

جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (وکیل) ذمہ دار ہے۔ لہذا جس لباس کے لئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کا عوض دے۔

اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کیلئے کہا جائے وہ اسے بیچ لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام:

مومنوں کو خصوصاً ان ضرورت مندوں کو قرض دینا مستحب کاموں میں سے ہے جس کے بارے میں احادیث معصومین علیہم السلام میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

"جو شخص کسی مومن بھائی کو قرض دے دے اور اسے واپس کرنے کی استطاعت تک اسے مہلت دے تو ایسے شخص کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ:

"ایک مومن کسی دوسرے مومن کو بقصد قربت قرض دے دے تو اللہ تعالی اس کو صدقہ کا اجر رکھتا عطا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنا قرض واپس لے لے"

قرض میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

جب بھی مقروض اپنا قرضہ ادا کرے تو قرض خواہ کو چاہیے کہ اسے قبول کرے۔ لیکن اگر قرض ادا کرنے کے لئے قرض خواہ کے کہنے سے یا دونوں کے کہنے سے ایک مدت مقرر کی ہو تو اس صورت میں قرض خواہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے

اپنا قرض واپس لینے سے انکار کر سکتا ہے۔

اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کر دی جائے اور مدت کا تعین مقروض کی درخواست پر ہو یا جانبین کی درخواست پر، قرض خواہ اس معین مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر مدت کا تعین قرض خواہ کی درخواست پر ہوا ہو یا قرضے کی واپسی کے لئے کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جب بھی چاہے اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور ادائیگی کا وقت مقرر نہ کیا ہو یا وقت پورا ہو چکا ہو تو اگر مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہیے کہ فوراً ادا کر دے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہے۔

اگر مقروض کے پاس ایک گھر کہ جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب اور ان لوازمات کہ جن کی اسے ضرورت ہو اور ان کے بغیر اسے پریشانی ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر اس کے لئے کام کرنا آسان ہو یا اس کا پیشہ ہی کام کاج کرنا ہو تو واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرض ادا کرے۔ بلکہ اس کے علاوہ صورت میں بھی اگر وہ شخص ایسا کام کاج کر سکتا ہو جو اس کے شایانِ شان ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ کام کرے قرض ادا کرے۔

جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے۔ مستقبل میں اس کے پاس کے وارث

کے ملنے کی امید بھی نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط واجب کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے۔ اور اگر مقروض کو قرض خواہ یا اس کے وارث کے ملنے کی امید ہو تو ضروری ہے کہ انتظار کرے اور اس کو تلاش کرے اور اگر وہ نہ ملے تو وصیت کردے کہ اگر میں مرجاؤں اور قرض خواہ یا اس کا وارث مل جائے تو میرا قرض میرے مال سے ادا کیا جائے۔

اگر کسی میت کا مال اس کے کفن دفن کے واجب اخراجات اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا ضروری ہے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

اگر کوئی شخص کچھ رقم یا گندم یا جو یا ان جیسی مثلی چیزیں قرض میں لے لے جن کی قیمت بڑھتی گھٹتی رہتی ہے تو اسے چاہیے کہ اتنی ہی مقدار جو اس نے لی ہے اور ایسی ہی پسندیدہ صفات کا مال واپس دے تو کافی ہے۔ لیکن اگر مقروض اور قرض خواہ خصوصیات کے بغیر بھی راضی ہوں تو کوئی اشکال نہیں اور اگر جو چیز قرض میں لی تھی ان چیزوں میں سے تھی جو قیمتاً بیچی جاتی ہیں جیسے بکری وغیرہ تو ضروری ہے کہ جس دن قرض لیا تھا اسی وقت کی قیمت ادا کرے۔

کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو اگر وہ تلف نہ ہوا ہو اور مال کا مالک اس کا مطالبہ کرے تو ضروری نہیں ہے کہ مقروض وہی مال دیدے۔ اگر مقروض دینا چاہے تو قرض خواہ چاہے تو قبول نہیں کرسکتا۔

اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گیہوں دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ کلو واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں تو یہ سود اور حرام ہے۔ بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لئے کوئی کام کرے گا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کریگا مثلاً طے کرے کہ (مقروض نے) جو ایک روپیہ لیا ہے واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ماچس کی ایک ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہوگا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ قرض لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے گا مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس لے گا تب بھی یہ سود اور حرام ہوگا۔ البتہ اگر قرض خواہ کوئی شرط نہ لگائے بلکہ مقروض خود قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس دے تو کوئی اشکال نہیں بلکہ (ایسا کرنا) مستحب ہے۔

(قرض پر) سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے البتہ قرض صحیح ہے۔ جو شخص سود پر قرض لے وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے۔ البتہ قرض دینے والا سود کا مالک نہیں ہے اور اس کا استعمال کرنا حرام ہے اور اگر اس سود سے کوئی چیز خریدے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا اور اگر اس طرح معاملہ ہوا ہو کہ سود کا معاہدہ بھی نہ کیا ہو قرض لینے والا راضی ہو کہ قرض دینے والا اس رقم کو استعمال کر لے تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے اور اسی طرح اگر مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے سود لے اور مسئلہ معلوم ہو جانے پر توبہ کر لے تو اس صورت میں زمانہ جہالت میں جو سود اس

نے لیا تھا اس کے لئے حلال ہے۔

اگر کوئی شخص گیہوں یا اس جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے۔

اگر ایک شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی رقم کے ساتھ مخلوط ہو گئی ہو ادا کرے تو اس لباس کا مالک بن جاتا ہے اور اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں لیکن اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس لباس کا مالک نہیں ہے اور اس کا پہننا حرام ہے۔

اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اسے صرف برات کہتے ہیں۔

اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز اس شرط پر دے کہ دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا جبکہ وہ چیز سونا یا چاندی ہو یا گندم یا جو جسے تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہے تو یہ سود ہے اور حرام ہے ہاں جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی چیز دے یا کوئی کام کر دے تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ تاہم عام رائج نوٹ اگر قرضے کے طور پر دیئے جائیں تو زیادہ لینا جائز نہیں۔ ہاں اگر نوٹ کو بیچا جائے چاہے نقد یا ادھار جبکہ اس کی رقم دو جنسوں میں ہو جیسے ایک دینار ہو اور دوسرا روپیہ تو اضافہ لینے میں اشکال نہیں۔ لیکن اگر ادھار ہو اور ایک ہی جنس ہو تو اضافہ لینے میں اشکال ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی سے کچھ قرض لینا ہو اور وہ چیز ناپی جانے والی جنس نہ ہو تو۔۔

شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بینک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر۔ جسے عام طور پر بھاؤ گرنا کہتے ہیں۔ بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے۔

رہن کے احکام:

رہن یہ ہے کہ انسان قرض کے بدلے یا ضامن بن کر اپنا مال کسی کے پاس گروی رکھوائے کہ اگر رہن رکھوانے والا قرضہ نہ لوٹا سکے یا رہن نہ چھڑا سکے تو رہن لینے والا شخص اس کا عوض اس مال سے لے سکے۔

رہن میں صیغہ پڑھنا لازم نہیں ہے بلکہ اتنا کافی ہے کہ گروی دینے والا اپنا مال گروی رکھنے کی نیت سے گروی لینے والے کو دے دے اور وہ اسی نیت سے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

ضروری ہے کہ گروی رکھوانے والا اور گروی رکھنے والا بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھوانے والا دیوالیہ اور سفیہ نہ ہو دیوالیہ اور سفیہ کے معنی مسئلہ ۲۲۱۳ بتائے جا چکے ہیں۔ اور اگر دیوالیہ ہو لیکن جو مال وہ گروی رکھوا رہا ہے اس کا اپنا مال نہ ہو یا ان اموال میں سے نہ ہو جس کے تصرف کرنے سے منع کیا گیا ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی

دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھا جائے تو بھی صحیح ہے۔

جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی خرید و فروخت صحیح ہو۔ لہٰذا اگر شراب یا اس جیسی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں۔

جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہے اس سے جو فائدہ ہوگا وہ اس چیز کے مالک کی ملکیت ہوگا خواہ وہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو۔

گروی رکھنے والے نے جو مال بطور گروی لیا ہو اس مال کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر مالک خواہ گروی رکھوانے والا ہو یا کوئی دوسرا شخص نہ وہ کسی دوسرے کو وہ مال بخش سکتا ہے نہ کسی کو بیچ سکتا ہے۔ لیکن اگر (وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے) اور مالک بعد میں اجازت دے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔

اگر گروی رکھنے والا اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہے اس کے مالک کی اجازت سے بیچ دے تو مال کی طرح اس کی قیمت گروی نہیں ہوگی اور یہی حکم ہے اگر مالک کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مالک بعد میں اجازت دے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول کی جائے وہ اس مال کی طرح گروی نہیں ہوگی) لیکن اگر گروی رکھوانے والا اس چیز کو گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے تاکہ اس کی قیمت کو گروی قرار دے تو ضروری ہے کہ گروی رکھنے والے کی اجازت سے بیچ دے اور اس کی مخالفت کرنے کی صورت میں معاملہ باطل ہے۔ مگر یہ کہ گروی رکھنے والے نے اس کی اجازت دیدے (تو پھر معاملہ صحیح ہے)

جس مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہیئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور

مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ اس کے مال سے وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔ اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے لازم ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا ضروری ہے کہ حاکم شرع سے (اس مال کو بیچ کر اس کی قیمت سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی) اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو ضروری ہے کہ زائد مال مقروض کو دے۔

اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگر چہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ گزشتہ مسئلے میں بتائے گئے طریقے کے مطابق اسے بیچ کر اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

سید محمد علی شاہ حسینی